پشتون معاشرے میں عدم مساوات اور کسب ناموں کی روایت: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

Inequality and tradition of surnames in Pashtun society: An exploratory review in the context of Islamic teachings

Dr. Abdur Rahim
Head, Department of Islamic Studies, Govt. P.G Jahanzeb College Swat.
Email: abdurrahimswati75@gmail.com

Saeed Akbar
Student of BS Department of Islamic Studies, Govt. P.G Jahanzeb College Swat.
Email: saeedakbarr@gmail.com

Arsala Khan
Head, Department of Islamic Studies, Dr. Khan Shaheed Government Degree College, Kabal Swat.
Email: arsalaswat@yahoo.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
According to Islamic teachings, human beings are the offspring of Adam and Eve (Peace be Upon Them) and all are equal in the sight of Allah and they don't have any superiority over each other based on colour, race, language or worldly resources. When Muslims came to the subcontinent in the eighth century AD, they also brought with them the same concept of human equality in Islam. Hinduism was the predominant religion in the subcontinent at that time and the caste system was fully prevalent among them. Indian society was divided into four classes and these four classes came into being due to the performance of various worldly affairs.
Unfortunately, due to association with and a life spent with Hindus, sectarianism gradually spread among Muslims as well and later on people belonging to different trades and professions were looked down upon and the teachings of human equality given by Islam were forgotten. Pashtun society could not safeguard themselves from class differences because in Pashtun society people were already divided into different classes because of their professions.
This research article focuses on the same inequality that has arisen in Pashtun society and the tradition of nicknames in the context of Islamic teachings and what the distorted stories and perceptions about people belonging to different trades and professions in Pashtun society. And what are the teachings of Islam about this?

Keywords*: Human equality, Predominant, Superiority, Offspring, Classes*

قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ تمام انسان سیدنا آدم اور اماں حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب برابر ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی ایک دوسرے پر، نسل، رنگ، زبان یا دنیوی وسائل کے اعتبار سے کسی قسم کا تفوق اور برتری حاصل نہیں۔ قرآن کریم کی

کئی آیات مبارکہ اس پر شاہد ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِير [1]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمھیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ در حقیقت تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"۔ اور نبی کریم ﷺ نے بھی یہی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى [2]

مسلمان جب آٹھویں صدی عیسوی میں برصغیر آئے تو وہ بھی اپنے ساتھ اسلام کا یہی مساوات انسانی کا تصور لائے تھے۔ اس زمانے میں ہندوستان میں ہندومت کو اکثریتی مذہب کی حیثیت حاصل تھی اور ان میں ذات پات کا نظام رائج تھا۔ ہندوستانی معاشرہ چار طبقات میں منقسم ہو چکا تھا اور ان میں یہ چار طبقات مختلف دنیاوی امور سرانجام دینے کی وجہ سے بن چکے تھے۔ ان چار طبقات میں سے کسی بھی طبقہ کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنا طبقہ تبدیل کر سکے۔ بد قسمتی سے ہندوؤں کے ساتھ میل جول اور ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ طبقہ واریت مسلمانوں میں بھی آہستہ آہستہ رائج ہوئی باہر سے آئے ہوئے مسلمان یہاں کے اقتدار اور زمینوں کے مالک بن گئے جب کہ یہاں کے وہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے وہ چھوٹے چھوٹے پیشوں ، مثلاً: لوہار، جولاہے، موچی، کاشتکار اور نائی وغیرہ سے وابستہ ہو گئے اور وہ معاشرے کی کمتر حیثیت رکھنے والے لوگ تصور کیے جانے لگے۔ حالاں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ: خالقِ کائنات نے اس دنیا میں بنی نوع انسان پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تمام ضروریات کا انتظام بھی فرمایا ہے۔ اس میں بعض ضرورتوں کا تعلق کھانے ،پینے (بھوک، پیاس) رہائش اور لباس کے ساتھ ہے۔ یہ بنیادی چیزیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو بلا مشقت عطا فرمائی تھیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى [3] "یہاں تو تمھیں یہ فائدہ ہے کہ نہ تم بھوکے ہوں گے، نہ ننگے اور نہ یہاں پیاسے رہو گے، نہ دھوپ میں تپو گے"۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "غرض یہ کہ کھانے، پینے، غذا، قیام، طعام اور لباس سب تجھ کو یہاں حاصل ہیں۔ اگر یہاں سے نکالا گیا تو دنیاوی رزق اور غذا کے لیے تجھ کو بڑی مشقتیں اُٹھانی پڑیں گی"۔ [4]

جنت میں تو ان بنیادی ضرورتوں کا حاصل کرنا بلا مشقت ہے لیکن دنیا میں ان کا حصول مشقت کے بغیر ممکن نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا تو ضرورتِ معاش کے لیے کسب معاش کی صلاحیتیں بھی عطا فرمائیں تا کہ وہ زندگی کی تمام ضروریات پر قابو پائے اور اپنی مرضی کے مطابق اس کا استعمال کریں۔ ابتداً کھیتی باڑی کا پیشہ وجود میں آیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی پیچیدگیاں ختم کرنے کے لیے لوگوں نے صنعت و حرفت اور مختلف قسم کے کسب اور پیشے اختیار کیے۔ اسلام نے انسان کو رزق حلال حاصل کرنے کے لیے کسی خاص ذریعہ معاش کا پابند نہیں بنایا بلکہ اس کو یہ اختیار دیا ہے کہ جو بھی پیشہ وہ اپنائے، اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ چناں چہ حلال روزی کمانا اسلام نے واجب قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: طلب الحلال واجب على كل مسلم [5] ترجمہ: حلال کسب معاش اختیار کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے ہر دور میں

مختلف پیشے اختیار کیے اور ان پیشوں کو اپنا ذریعہ معاش بنایا اور اس پر شرم وعار محسوس کرنے کی بجائے اسے اپنے لیے اعزاز سمجھ کر اپنی نسبت ان پیشوں کی طرف کی، جیسے: امام قدوری، امام باقلانی، امام کتانی، امام حلوائی وغیرھم۔

لیکن بد قسمتی سے پشتون معاشرے میں ان پیشہ ور لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور لوگ ان کے ساتھ مختلف قسم کے تحقیر آمیز رویوں سے پیش آتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں میں نفرتیں، تعصبات اور عداوتیں جنم لیتی ہیں۔ ذیل میں ان منفی رویوں کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام میں پیشون کی اہمیت کیا ہے؟

کسب کی لغوی تعریف:

لفظ کسب عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب "ضرب یضرب" سے ہے۔[6] جس کے معانی ہیں "کمانا" جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ [7] "جو کچھ انھوں نے کمایا وہ ان کا ہے، اور جو کچھ تم نے کمایا وہ تمھارا ہے"۔

کسب وسعی میں صرف نماز، روزہ اور حج وغیرہ داخل نہیں بلکہ کسبِ معاش اور حصول رزق اور اس سلسلہ کے انفرادی واجتماعی جتنے بھی طریقے ہیں سب کسب میں داخل ہیں۔ جس طرح روزہ اور نماز عبادت ہے اسی طرح اسلام نے رزق حلال کی کمائی اور کسبِ معاش کو بھی عبادت کا درجہ دیا ہے۔ جس طرح "کسب لاهله" کے معنی "کمائی کرنا" اس طرح "واکتسب مالا اوعلما" کے معنی ہیں "مال یا علم حاصل کرنا" اگر "تکسب الرجل" آجائے تو اس کے معنی "کمائی کی کوشش کرنا" اور "الکسوب والکساب" کے معنی "بہت کمائی کرنے والا" وغیرہ وغیرہ[8]

درج بالا معنوں سے معلوم ہوا کہ کسب کے معنی ہیں "کمائی کرنا"۔

کسب کی اصطلاحی تعریف:

وأَصل الكَسْبِ الطَّلَبُ والسَّعْيُ في طلبِ الرِّزْق والمعِيشةِ[9] "اصل میں کسب کا مطلب حصول رزق اور معاش کے لئے کوشش کرنا ہے"۔ اسلام نے کسب حلال کو جائز قرار دیا ہے اور حرام سے منع کیا ہے۔ اسلام نے حصول رزق اور حلال معاش کے لیے یہ لازم قرار دیا ہے کہ: ایسے طریقے اختیار کیے جائیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں اور ہر اس طریقہ یا ذریعہ سے دور رہیں جس سے دوسروں کے حقوق متاثر ہونے کا احتمال ہو۔

اسلام میں کسب حلال کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق ورازق ہے اور انسانوں کی تمام معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے کفیل اور ضامن ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا پالنہار ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار تمام مخلوق کو رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے چناں چہ اللہ تعالیٰ سورۃ عنکبوت میں انتہائی واضح اور جامع انداز میں ارشاد فرماتے ہیں: وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ[10] "اور کتنے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ انھیں بھی رزق دیتا ہے، اور تمھیں بھی، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا، ہر چیز جانتا ہے"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوق (خواہ وہ کمزور ہو یا طاقتور) سب کے رزق کا ذمہ لیا ہے "مِنْ دَآبَّةٍ" روئے زمین پر کتنے ہی کمزور اعضا اور کمزور عقل والے چوپائے ہیں "لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا" جو اپنا رزق نہیں اٹھائے پھرتے "اور نہ وہ ذخیرہ کرتے ہیں بلکہ ان کے پاس رزق کے

لیے کوئی چیز نہیں ہوتی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں وقت پر رزق مہیا کرتا ہے۔"اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ" اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی "تم سب اللہ تعالیٰ کی کفالت میں ہو جو تمھارے رزق کا اسی طرح انتظام کرتا ہے جس طرح اس نے تمھاری تخلیق اور تدبیر کی ہے۔ کوئی بھی انسان رزق کی عدم موجودگی سے نہیں مرتا نہ ایسا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے چھپا رہے اور وہ اسے رزق مہیا نہ کر سکے[11] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ[12] "اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو وہ اس کے مستقل ٹھکانے کو بھی جانتا ہے، اور عارضی ٹھکانے کو بھی۔ ہر بات ایک واضح کتاب میں درج ہے"۔

مخلوقات کے رزق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ[13] "اور ہم نے آسمان سے برکتوں والا پانی اتارا، پھر اس کے ذریعے باغات اور وہ اناج کے دانے اگائے جن کی کٹائی ہوتی ہے اور کھجور کے اونچے اونچے درخت جن میں تہہ بہ تہہ خوشے ہوتے ہیں، تاکہ ہم بندوں کو رزق عطا کریں اور (اس طرح) ہم نے اس پانی سے ایک مردہ پڑے ہوئے شہر کو زندگی دے دی، بس اسی طرح (انسانوں کا قبروں سے) نکلنا بھی ہو گا"۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ[14] "اس میں میوے اور کھجور کے گابھوں والے درخت بھی ہیں، اور بھوسے والا غلہ اور خوشبودار پھول بھی"۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتوں اور کھانے کی ایسی چیزوں کا بیان فرمایا ہے جس کو خراب ہوا اور مچھروں وغیرہ سے پاک وصاف رکھنے کے لیے غلاف چڑھائے گئے ہیں۔ اور اس کا بھوسہ مویشیوں کے لئے غذا ہے، جن کا دودھ انسان پیتا ہے اور ان پر سواری کرتا ہے اور ان سے باربرداری کا کام بھی لیتا ہے یا ان سے کھیتوں میں ہل چلاتا ہے۔

قرآن کریم میں حلال روزی کمانے کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ[15] "اور کچھ دوسرے ایسے ہوں گے جو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:انْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ "تو زمین میں منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو"

قرآن کریم میں مؤمنوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ اگر ایک طرف وہ حلال روزی کمانے کی سعی کرتے ہیں تو دوسری طرف وہ رزق کے حصول میں سرگرداں ہونے کی وجہ سے دینی احکامات کو بھی پس پشت نہیں ڈالتے بلکہ بہ یک وقت دینی احکام پر عمل کرتے ہوئے اپنی دنیاوی ضروریات کا بھی خیال رکھتے ہیں اور وہ دونوں کے درمیان توازن پر کاربند رہتے ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ[16] "جنھیں کوئی تجارت یا کوئی خرید وفروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوۃ ادا کرنے سے"۔نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا[17] "دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں اور ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے"۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ دنیا کا مال و دولت اور روزی کے ذرائع کی تقسیم کا ایسا نظام اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کہ جس کے ذریعے دنیا میں رہتے ہوئے ہر شخص کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایک دوسرے کا محتاج بنادیا گیا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکے۔

کسب حلال کی اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حلال کمائی کی ترغیب دی ہے اس طرح رسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ میں بھی اس کی فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ حلال کمائی کو فریضہ سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ [18] "حلال کسب طلب کرنا ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ہے"۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان اور فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنے کی فکر اور کسبِ معاش کی کوشش کو بھی ایک اسلامی فریضے کی حیثیت حاصل ہے۔ لہٰذا دین اسلام نے رزق حلال کمانے کے لیے جو طریقے بیان کیے ہیں انھیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ انھیں عبادت کا درجہ حاصل ہے۔

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ [19] "تم میں کوئی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی چیز نہیں کھاتا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے"۔ ایک اور حدیث میں ہے:لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا، فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ [20] "تم سے کوئی اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے، کوئی اسے دے یا نہ دے"۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تجارت کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:التَّاجِرُ الأَمِينُ الصَّدُوقُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ [21] "سچا اور امانت دار تاجر" قیامت کے دن "انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا"

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو تاجر اپنی تجارتی مصلحت اور نفع ونقصان، اللہ کے حکم کے مطابق ہر حال میں سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں کامیاب ہو گا اور ایسے تاجروں کو بشارت سنائی گئی ہے کہ وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں یعنی انبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ان کی سچائی اور ایمانداری کا صلہ ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتی ہیں:إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ [22] "بہترین کھانا وہ ہے جو تم اپنے کسب سے کماؤ اور کھاؤ"۔ اس موضوع کے بارے میں سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے نقل کردہ ارشاد میں بھی ہمارے لیے ایک واضح تعلیم موجود ہے:قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ [23] "پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کون سا کسب سب سے زیادہ بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا ایک تو اپنی محنت کی کمائی اور دوسری ہر قسم کی ایماندارانہ اور دیانتدارانہ تجارت"۔ مطلب یہ کہ سب سے اچھی اور بہتر کمائی وہی ہے جو خود اپنے دست وبازو اور اپنی محنت سے کمائی جائے اور اس تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو احکام شریعت کے مطابق اور دیانتداری کے ساتھ کی جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کام کرنے والے لوگوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ [24] "اللہ تعالیٰ حرفت والے مومن کو

دوست رکھتا ہے "حدیث پاک میں اَلْمُحْتَرِفَ کا جو لفظ آیا ہے وہ "حرفۃ" سے ہے جس سے مراد پیشہ، کاروبار اور کسب معاش کا شغل ہے یعنی اس میں ہر قسم کے حلال پیشے داخل ہیں۔

فرامینِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بابتِ کسب حلال:

1۔ ہُنر سیکھو کیوں کہ عنقریب تم کو ہُنر کی ضَرورت پیش آئے گی۔[25]

2۔ ایسا ذریعہ معاش جس میں قدرے گھٹیا پن ہو وہ لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے۔[26]

3۔ اگر یہ بیوع (خرید و فروخت) نہ ہوں تو تم لوگوں کے محتاج ہو جاؤ۔[27]

4۔ اے گروہ قراء! اپنے سر اونچے رکھو، راستہ واضح ہے، بھلائی کے کاموں میں سبقت کرو اور مسلمانوں کے محتاج ہو کر ان پر بوجھ نہ بنو۔[28]

☆ تم میں سے کوئی رِزق کی تلاش چھوڑ کر یہ نہ کہتا پھرے کہ "اے اللہ! مجھے رِزق عطا فرما۔" کیوں کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونے چاندی کی بارِش نہیں ہوتی۔[29]

☆ مجھے کوئی نوجوان پسند آتا ہے تو میں پوچھتا ہوں: یہ کوئی کام کرتا ہے؟ اگر لوگوں کی طرف سے جواب ملتا کہ "نہیں" تو وہ میری نظروں سے گر جاتا ہے۔[30]

☆ جو شخص کسی چیز کی تین مرتبہ تجارت کرے پھر بھی اسے نفع نہ ہو تو اسے کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جانا چاہیے۔[31]

پیشہ وروں کے ساتھ پشتون معاشرتی رویے اور اسلامی تعلیمات:

پشتون معاشرہ میں جن کسوب اور پیشوں کو حقارت بھری نظروں سے دیکھا جاتا ہے ان میں سے کئی پیشے ایسے ہیں جنھیں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے اختیار فرمایا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں ان پیشوں اور کسوب کی وجہ سے انسانیت کی تذلیل کی جاتی ہے اور ان پیشوں سے وابستہ افراد کو معاشرے میں حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" يٰٓاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّاخَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا"۔ ترجمہ: اے لوگوں! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمھیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔

اس آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانوں کو شعب اور قبائل میں اس لیے تقسیم کیا گیا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکے، نہ کہ آپس میں ایک دوسرے کو ذلیل ورسوا کرے۔ پشتون معاشرے جن پیشہ وروں اور کسب گھروں کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

اردو نام: باورچی / نانبائی

انگریزی نام: Cook/ Baker

عربی نام: الخباز/ الطباخ

پشتو نام: دیگ مار/ نانبائی

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسرے لوگوں کی غمی اور خوشی کے مواقع پر مختلف قسم کے پکوان تیار کر کے ان کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ انھیں پشتو معاشرے میں لوگ "دیگ مار" یا نانبائی کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس پیشہ اور کسب سے وابستہ افراد کو بھی پشتون

معاشرے میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پشتون معاشرے میں جس طرح دیگر پیشہ ور لوگوں کے بارے میں مختلف کہاوتیں اور باتیں مشہور کی گئی ہیں اسی طرح نانبائیوں اور باورچیوں کے بارے میں بھی کئی باتیں مشہور کی گئی ہیں۔ مثلاً: ان کے بارے میں مشہور ہے کہ: "دیگ مارچہ دیگ پوخ کڑی نو نیم خپل کورتہ یوسی "یعنی نانبائی جب دیگ تیار کرلیتا ہے تو آدھا اپنے گھر بھیج دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس میں حلال اور حرام کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں بھی لوگ اپنے لیے باورچی اور خبازر کھا کرتے تھے اور اس پیشہ کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ: عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ، وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ، فَقَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا، وَلاَ شَاةً مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ[32] "قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اس وقت ان کا نانبائی خادم بھی موجود تھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی میدہ کی روٹی نہیں کھائی اور نہ ہی کبھی پوری دم پختہ بکری کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔"

اسلاف امت میں سے کئی علماء ایسے گزرے ہیں جنھوں نے اپنے ناموں کے ساتھ اپنے پیشے کو بھی بہ طور شناخت فخر و افتخار سے ذکر کیا ہے۔ ان علماء میں سے کئی ایسے ہیں جنھوں نے اپنے نام کے ساتھ "الخباز "یعنی نانبائی کا لقب لگوایا اور وہ بعد میں اپنے اصل نام کے مقابلے میں اسی لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ مثلاً: ابراہیم بن منصور الخباز، علي بن حُسَيْن بن يُوسُف الخباز، محمد راغب الطباخ اور نصیر الدین الطباخ وغیرھم

اردو نام: بڑھئی

انگریزی نام: Carpenter

عربی نام: النجار

پشتو نام: ترکان

پشتو میں بڑھئی کو ترکان کہا جاتا ہے۔ دیگر پیشوں کی طرح اسے بھی کسب کی بجائے نسب قرار دیا گیا ہے اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بھی موجود تھا اور اس پیشہ سے وابستہ افراد کو معاشرے میں عزت اور احترام سے دیکھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے تشریف لائے تو مکہ کی بہ نسبت مدینہ منورہ میں صنعتی سرگرمیاں زیادہ تھیں۔ مدینہ منورہ میں کئی ایسے پیشہ ور لوگ موجود تھے جو اپنے اپنے ہنر میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں مختلف ہنر اور پیشو میں خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ خدمات سرانجام دیتی تھیں اور یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد بھی جاری رہا۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد کچھ عرصہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کھجور کے درخت سے بنے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلاَ أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ، فَإِنَّ لِي غُلاَمًا نَجَّارًا قَالَ: «إِنْ شِئْتِ»، قَالَ: فَعَمِلَتْ لَهُ المِنْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا، حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا، فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ، حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قَالَ: «بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ[33] "ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: کیوں نہ میں آپ کے لیے ایک ایسی چیز بنوادوں جس پر آپ خطبہ کے لیے تشریف رکھیں۔ کیوں کہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا

ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب منبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس نے تیار کیا۔ تو جمعہ کے دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر بیٹھے تو اس کھجور کی لکڑی سے رونے کی آواز آنے لگی۔ جس سے ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پھٹ جائے گی۔ یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگالیا۔ اس وقت بھی وہ لکڑی ایک چھوٹے بچے کی طرح سسکیاں بھر رہی تھی جسے چپ کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ چپ ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اس کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لکڑی خطبہ سنا کرتی تھی اس لیے روئی۔"

اردو نام: **جولاہا/ کپڑا بننے ولا**

انگریزی نام: **Weaver**

عربی نام: **الحائک**

پشتو نام: **جولا**

کپڑے بننے والے کو پشتون معاشرے میں "جولا" کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ کپڑے اور چادر بنانے کے لیے اون سے "مکڑی کی جھال کی طرح ایک جھال بنتے ہیں اور پشتو میں مکڑی کو (**جولا**) کہتے ہیں اس مناسبت سے اس پیشے والوں کو بھی "جولا" یا "جولا گان" کہتے ہیں۔ پشتون معاشرے میں اس پیشہ سے وابستہ لوگوں کو انتہائی حقارت سے دیکھا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے بارے میں مختلف من گھڑت کہاوتیں اور کہانیاں مشہور کی گئی ہیں۔ مثلاً: یہ کہ ان لوگوں میں دوپہر کے بعد عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یا اگر کوئی بھی شخص اپنے خاندانی بڑھائی، برتری اور اپنی عقل مندی کو کسی کے سامنے ظاہر کرنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ: "زہ سہ جولا خو نہ یم" یعنی میں کوئی جولاہا تو نہیں ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کسی شخص سے کوئی غلطی یا کوتاہی سرزد ہو جائے تو اسے عار دلانے کے لیے کہا جاتا ہے کہ: "تم نے یہ کیا جولاہوں کی عادت اپنائی ہوئی ہے"۔

اسی طرح اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں جو اس پیشہ سے وابستہ افراد کی طرف منسوب کی جاتی ہیں جن سے معاشرے میں کسب جولاہے کی حقارت ظاہر ہوتی ہے۔ پشتون معاشرہ اسے ایک نسل مان لی گئی ہے حالاں کہ یہ رزق حلال کمانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے نہ کہ ایک قوم یا نسب۔ کپڑے بننے اور اس کی خرید و فروخت کرنے کو کئی اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نے بہ طور روزگار اپنا لیا تھا اور کئی احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ يَوْمًا السُّوقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ إِلَى الْبَزَّازِينَ، فَاشْتَرَى سَرَاوِيلَ بِأَرْبَعَةِ دَرَاهِمَ، وَكَانَ لِأَهْلِ السُّوقِ وَزَّانٌ يزن للناس[34] "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن آپ ﷺ کے ساتھ بازار چلا گیا آپ ﷺ کپڑے والے کے ساتھ بیٹھ گئے اور ان سے چار درھم میں کپڑا خریدا، اور بازار والوں کا ایک وزن کرنے والا تھا جو لوگوں کے لیے تولتا تھا"

کپڑوں کے کاروبار کرنے والوں میں سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور آپ کا بیٹا عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور سوید بن قیس العبدی رضی اللہ عنہ ایسے صحابۂ رسول تھے جو روزانہ کے حساب سے تقریباً ہزار درہم کا کپڑا بیچتے تھے۔ ان حضرات میں سے آپ ﷺ نے سوید بن قیس العبدی رضی اللہ عنہ سے یہی کپڑا خریدا جس کا ذکر مذکورہ حدیث میں ہوا ہے۔[35] انصار ومہاجرین دونوں میں پارچہ بافی کا رواج تھا اس کام میں اکابر صحابہ سیدنا ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ ان حضرات نے اپنے کارگاہیں لگوائیں اور اس میں ان کے ساتھ اور کاریگر بھی کام کرتے تھے۔[36]

یہ پیشہ ور لوگ قدیم زمانے سے چلے آرہے ہیں اس پیشے کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عرب کے مشہور شعراء کے اشعار میں نسج ونساجت اور اس کے آلات لوازمہ "جولاہا اور اس کے اوزار" کے ساتھ تشبیہات دینے کا ذکر بکثرت موجود ہے جیسا کہ لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فكَلَّفْتُها وَهْماً كأنَّ نَحِيزَهُ شَقَائِقُ نَسّاجٍ يَؤُمُّ المَنَاهِلا[37]

"میں نے اونٹنی کو ایسے چوڑے راستے پر چلایا جو پارچہ باف کے لمبے کپڑے کی طرح ہے وہ راستہ پانی کی گھاٹوں پر جاتا ہے"

عربی ادب کے مشہور شاعر امرؤالقیس کے اشعار میں بھی اس کا ذکر موجود ہے:

فظلَّ العذارى يرْتَمِينَ بلحمها وشحمٍ كَهُدَّابِ الدَّمَقس الْمُفَتَّلِ[38]

"دوشیزائیں میری اونٹنی کے گوشت اور چربی کو ایک دوسرے پر پھینکتی رہیں، چربی سفید ریشم کی بنی جھالر کی مانند تھی"

اس کے علاوہ عربی ادب سے تعلق رکھنے والے بہت سارے شعرا کے ہاں ان چیزوں کا تذکرہ موجود ہے۔

اردو نام: **چرواہا/بزگر**

انگریزی نام: **Shepherd**

عربی نام: **راعی الغنم/ الراعی**

پشتو نام: **شپونکے/ شپون/ گڈبہ**

زمانہ قدیم سے گلہ بانی اور مویشی چرانے کا پیشہ چلا آرہا ہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عرب کا خاص پیشہ گلہ بانی اور مویشی چرانا تھا سیرت کی کتب سے یہ بات ثابت ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بکریاں چرائیں اور رزق حلال کمایا۔ قرآن کریم میں سیدنا موسیٰ ؑ کے بکری چرانے کا تذکرہ بھی ہوا ہے: چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى**[39] "موسیٰ نے کہا: "یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس کا سہارا لیتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں پر (درخت سے) پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میری دوسری ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔"

اسلام مساوات اور اخوت کا درس دیتا ہے چناں چہ مسلمانوں میں پیشے کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں ہے- اگر اسلام میں پیشوں کے لحاظ سے اونچ نیچ کا کوئی تصور ہوتا تو مسلمانوں کے نزدیک سب سے اونچا اور مقدس پیشہ مویشی چرانا ہوتا۔ یہ تمام پیشے محض ذرائع معاش ہونے کے علاوہ قابل عزت بھی ہیں بہ شرط یہ کہ اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ پشتون معاشرے میں بھی یہ پیشہ ور لوگ موجود ہیں اور گلہ بانی کی خاطر سال بھر نقل مکانی کرتے رہتے ہیں۔ ان پیشہ ور لوگوں کو پشتون معاشرے میں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جو تعلیمات اسلامی کے عین منافی ہے۔

اردو نام: **چمار/ چمڑہ رنگنے والا**

انگریزی نام: **Lather Worker**

عربی نام: **الدباغ**

پشتو نام: **شاخیل**

پشتو کے شاخیل کے لیے عربی میں دباغ فارسی میں چرم ساز اور ہندی میں چمار کا لفظ مستعمل ہے۔ بعض بڑے بوڑھوں سے تو یہاں تک سنا ہے کہ اس سے میراثیوں کا کام بھی لیا جاتا تھا۔حالاں کہ شاخیل کا بنیادی پیشہ چرم سازی تھا، وہ شادی بیاہ کے لیے آرڈر لے کر سامان تیار کرتا تھا اور اس کو بقدرِ زر فروخت کرتا تھا۔

دباغت کا کام کرنے والا شاخیل جو تقریباً سوات کے ہر گاؤں میں دو یا تین گھرانوں کی صورت میں موجود تھا، جو بھینس کے موٹے چمڑے سے چارپائیاں اور چھوٹی چھوٹی تپائیاں (Lattice Stool) بُنتا تھا، بکری کے ہلکے چمڑے سے آلاتِ موسیقی اور گھریلو استعمال کا سامان جیسے چھاج، چھلنی وغیرہ بناتا تھا، گاہ (غوبل) کی ناڑی اور جالہ وان کے "جالے" کے لیے "شناز" ہوا کی ایک تھیلی (Air Bag) بنانے کا کام بھی کرتا تھا۔اس لیے شاخیل کا زرعی معاشرے میں بہت اہم کردار رہا ہے۔

پشتون معاشرے میں بعض لوگوں نے چرم سازی کو بہ طور پیشہ اپنا ذریعہ معاش بنالیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دیگر پیشوں کی طرح پشتون معاشرے میں انھیں بھی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ان کے بارے میں بھی کئی من گھڑت اور جھوٹی کہاوتیں یا کہانیاں مشہور کی گئی ہیں جن سے پشتون معاشرہ میں چمار کے پیشہ سے وابستہ افراد کی کمتر حیثیت کا اندازہ بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

"چمار (شاخیل) بھی کوئی نسب ہے" یا "میں کوئی شاخیل تو نہیں" وغیرہ

اس پیشہ سے وابستہ لوگوں کے بارے میں ایک واقعہ مشہور کیا گیا ہے کہ: "ان کے گھر میں ایک امیر عورت کی شادی ہوئی، وہ کھالوں کی بد بو سے تنگ آکر اپنے میکے والوں سے شکایت کرنے لگی کہ ان کے گھر میں میرے لیے رہنا ناممکن ہے لیکن ماں باپ نے اسے سمجھایا اور کہا کہ: "کچھ دن صبر کرو اور جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ کرو۔ کچھ عرصہ گزارنے کے بعد جب وہ چمڑے کی بدبو کی عادی ہوگئی اور کسی نے ان سے پوچھا کہ اب گھر کی حالت کیسی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ: میرے آنے سے اب وہاں پر کوئی بدبوں نہیں بلکہ میری وجہ سے وہاں ہر طرف خوشبو ہی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔"

چمڑے کی دباغت کا کام قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی دباغت کا کام کرنے والے موجود تھے جیسا کہ سیدنا سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ کے ذریعۂ آمدن کے حوالے سے مذکور ہے کہ آپ درخت قرظ (قرظ کیکر کی طرح ایک درخت ہوتا ہے جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کی جاتی ہے اس کے پتوں کی مدد سے چمڑے کو سکھایا جاتا ہے) کے پتوں کی تجارت کرتے تھے۔[40] قرآن کریم میں بھی دباغت (چمڑا رنگنے) کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ[41] "اور چوپایوں میں سے اللہ نے وہ جانور بھی پیدا کیے ہیں جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ بھی جو زمین سے لگے ہوئے ہوتے ہیں اللہ نے جو رزق تمھیں دیا ہے، اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ یقین جانو، وہ تمھارے لیے ایک کھلا دشمن ہے"۔ اس آیت کریمہ میں لفظ فَرْشًا کی تفصیل میں ایک بات یہ ہے کہ اس سے مراد کھال ہے جو زمین پر بچھانے کے کام آتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس سے مختلف قسم کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔

اردو نام: حجام/نائی

انگریزی نام: Barber

عربی نام: الحلاق/ الحجام

پشتو نام: نائی

انسان سماج میں مختلف قسم کی پیشوں اور کسوب میں سے ایک پیشہ "لوگوں کے بال کٹوانے" کا بھی ہے جس کو بعض لوگوں نے اپنا ذریعہ معاش بنالیا ہے اور اس کی مدد سے اپنی اور اپنے بچوں کی تمام تر ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں حجام کے پیشے سے وابستہ لوگوں کو پشتون معاشرے میں لوگ "نائی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پرانے زمانے میں نائی (حجام) کی ذمہ داریوں میں گاؤں گاؤں اور گھر گھر جاکر لوگوں کے بال کٹوانا، ان کی حجامت کروانا، غمی اور خوشی کے موقعوں پر ڈنڈورا پیٹھ کر اعلان کرانا، بچوں کا ختنہ کروانا اور شادی یا غمی کے مواقع پر مہمانوں کی خدمت کرنا وغیرہ شامل تھا۔ اب یہ رواج کم ہوتا جارہا ہے اور اس پیشہ سے وابستہ افراد اپنے حمام وغیرہ میں لوگوں کے بال بنوانے کے ساتھ ساتھ بیوٹی پالر اور دکانوں میں بناؤ سنگھار کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ پشتون معاشرہ میں حجام اور نائی کو اس قدر حقارت سے دیکھا جاتا کہ اگر کسی کو بے عزت کروانا مقصود ہو تو اس کو حجام اور نائی سے تشبیہ دیتے ہیں۔ گویا یہ پیشہ اب گالی بن چکا ہے۔ حجاموں کے بارے میں مشہور کیا گیا ہے کہ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سینے میں راز نہیں چھپاسکتے اور معمولی سی بات بھی لوگوں میں پھیلانا ان کی عادت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ: اگر کسی بات کو جلدی پھیلانا اور مشہور کرانا چاہتے ہو تو حجام کی دکان میں اس کا تذکرہ کرو بہت جلد وہ ہر کر کسی کے کان تک پہنچ جائے گی۔

والی سوات میاں گل عبدالحق جہانزیب کے بارے میں مشہور ہے کہ ایسے لوگ جن کے باپ دادا حجام ہوتے تھے اگر وہ تعلیم حاصل کرکے والی صاحب کے پاس سرکاری ملازمت کرنے کی غرض سے آتے تو انھیں بحیثیت استاد تعینات نہیں کیا جاتا تھا کیوں کہ والی صاحب کی نظر میں ان کی وجہ سے طلباء کی تعلیم اور تربیت پر برا اثر پڑتا تھا۔[42]

حالاں کہ اسلام کی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام میں کئی ایسے صحابہ تھے جنھوں نے حجام کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمّا رَمَىَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْجَمْرَةَ. وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ. نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ[43] "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی کی پھر اپنے ہدی کے اونٹ ذبح کیے، پھر حجام صحابی بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سر (کی دائیں جانب حلق) کے لیے اشارہ فرمایا، تو انھوں نے آپ ﷺ کے سر مبارک کی دائیں جانب حلق کیا"۔

اردو نام: **خرکار / پراچہ**

انگریزی نام: **Donkey Herder**

عربی نام: **راعی الحمیر**

پشتو نام: **خر کار/ پراچہ**

پشتون معاشرے میں جو لوگ اپنا گزر بسر کرنے کے لیے گدھے، خچر اور گھوڑے وغیرہ پالتے ہیں اور اس کے ذریعے محنت مزدوری کرکے روزی کماتے ہیں انھیں خرکار یا پراچہ کہتے ہیں۔ خرکار ان جانوروں کے ذریعے مکانات اور تعمیرات کے لیے مٹی، ریت، باجری، سمنٹ وغیرہ لاد کر لے جاتے ہیں، یا پن چکیوں تک غلے کی رسائی کرنا اور واپس لانا، کھیتوں کو "ڈیرانی کھاد" پہنچانا اور سب سے اہم کام کھیت میں کھلیان سے غلے کا ڈھیر گھروں تک لے جانے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ جس میں وہ اپنی مزدوری نقد یا بقدرِ جنس فصل یا غلے کی شکل میں زمینداروں سے وصول کرتے ہیں۔ یہ لوگ انتہائی محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں۔

دور حاضر کی سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی وجہ سے جہاں دیگر شعبہ ہائے زندگی میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں وہاں پیشہ خرکاری سے وابستہ افراد کا روزگار بھی کافی متاثر ہوا ہے۔ آج کے دور میں جو بھاری اور سخت کام مشینوں کے ذریعے کیے جاتے ہیں پرانے زمانے میں وہ سارے کام پیشہ خرکاری سے وابستہ افراد گدھوں، خچروں اور گھوڑوں سے کرواتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود معاشرے میں ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے کی بجائے انھیں حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس پیشہ سے وابستہ افراد کے بارے جو باتیں مشہور کی گئی ہیں اس سے پشتون معاشرے میں ان لوگوں کی حیثیت کا اندازہ بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً بولا جاتا ہے کہ: "چہ دہ خوئی نہ کچہ وی نو دہ ذات نہ بہ پراچہ وی" مطلب یہ کہ جس کی عادتیں کچی اور کمزور ہوں سمجھو کہ وہ شخص ذات کا پراچہ (خرکار) ہو گا۔ گویا یہ پیشہ بھی گالی بن چکا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں ایک من گھڑت بات یہ بھی مشہور کی گئی ہے کہ: یہ لوگ لالچ کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام بھی فارسی کے لفظ "برائے چہ؟" یعنی کس لیے؟ سے نکلا ہے کیوں کہ ان لوگوں کو جب بھی کسی کام کے لیے کہا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ اس سے مجھے ذاتی کیا فائدہ ہو گا؟ یہاں تک اس دعویٰ کے لیے کہ ایک جھوٹی دلیل بھی بنائی گئی ہے کہ یہ لوگ اتنے خود غرض ہوتے ہیں کہ جب قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں جاؤ۔ تو یہ لوگ وہاں بھی کہیں گے کہ: "برائے چہ؟" یعنی کس لیے ہم جنت میں جائیں؟ کیا وہاں ہمیں کچھ ملے گا بھی یا نہیں؟

اسلام کی نظر میں گدھوں کو پالنا یا ان سے محنت مزدوری کر کے رزق حلال کمانا کوئی عیب یا کمزوری نہیں بلکہ اسلام کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مختلف اوقات میں مختلف جانور رہے ہیں۔ اونٹوں کے علاوہ گھوڑے، خچر اور گدھے بھی آپ ﷺ کے زیر استعمال رہے ہیں۔ جن سے آپ نے سواری اور باربرداری کا کام لیا۔ کتب احادیث و سیرت میں آپ کے زیر استعمال رہنے والے جانوروں اور گدھوں کے باقاعدہ نام ذکر ہوئے ہیں۔ علامہ ابن القیمؒ کے بقول رسول اللہ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والے گھوڑے بالاتفاق سات تھے اور ان کے نام **السَّكْب**، **الْمُرْتَجِز**، **اللُّحَيْفُ**، **اللِّزَاز**، **الظَّرِب**، **سَبْحَة** اور **الْوَرْد** تھے۔ اسی طرح آپ کے پاس تین خچر "**دُلْدُل**"، "**فِضَّة**" اور "**شَهْبَاء**" بھی تھے۔ گدھوں میں **عُفَيْرٌ** اور اس کے علاوہ ایک اور گدھے "**یعفور**" کا تذکرہ بھی کتب سیرت میں موجود ہے۔[44]

اردو نام: **ڈھوبی / رنگ ریز**

انگریزی نام: **Dyer/ Laundryman**

عربی نام: **غسال/ صباغ**

پشتو نام: **دھوبی/ رنگی**

لباس انسان کے لیے زیب و زینت حاصل کرنے اور ستر چھپانے کا ذریعہ ہے۔ وہ لوگ جو اجرت لے کر کپڑے دھونے اور اسے رنگنے کا کام کرتے ہیں اور اس کے ذریعے روزی کما کر اپنے اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ پشتون معاشرے میں ایسے لوگ "دھوبی" کہلائے جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک کسب اور پیشہ ہے اور لوگ اسے بھی حقارت سے دیکھتے ہیں۔ حالاں کہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں اس پیشے کا تصور موجود تھا۔ اور کسی نے بھی اس کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھا چناں چہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ، قَالَتْ: «كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى الْمَغْرَةَ رَجَعَ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ، فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا، وَوَارَتْ كُلَّ خُمْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ فَاطَّلَعَ، فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ[45]۔"بنی اسد کی ایک عورت کہتی ہے: میں ایک دن ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اور ہم آپ کے کپڑے گرو(ایک لال قسم کی مٹی)میں رنگ رہے تھے کہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے،جب آپ ﷺ کی نظر گیروے رنگ پر پڑی تو واپستشریف لے گئے،جب زینب رضی اللہ عنہانے دیکھاتووہ سمجھ گئیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ ناگوار لگاہے،چناں چہ انھوں نے ان کپڑوں کو دھویا اور ساری سرخی چھپادی پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے اور دیکھاجب کوئی چیز نظر نہیں آئی تواندر تشریف لے آئے"

اس طرح بخاری شریف کے مختلف ابواب"باب الخميصة السوداء،باب الثياب البيض،باب الثياب الخضر"سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں "دھوبی"اور"رنگ ریزی"کاکام ہوتا تھا۔

اردونام: سنار/صراف

انگریزی نام: Goldsmith

عربی نام: صائغ الذهب والفضة

پشتونام: زرگر

زمانہ قدیم سے طرح طرح کی قیمتی دھاتوں اور جواہرات سے زیورات بنانے کا رواج چلا آرہاہے اور یہ کسب وپیشہ تقریباًہر سماج میں موجود ہے۔پشتون معاشرے میں بھی بعض لوگوں نے اس پیشہ کو اپناذریعہ معاش بنایاہے۔ان پیشہ ور لوگوں کو"زرگر"کے نام سے یاد کیاجاتا ہے۔اس کسب اور پیشہ کو آپ ﷺ کے دور میں بھی بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپناذریعۂ معاش بنایاتھا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسے لوگ موجود تھے جو کان کنی کاکام کرتے تھے اورزمین سے نکلنے والی دھاتوں سے زیورات یاسکے بناتے تھے۔پرانے زمانے میں عام طور پر درہم کے سکے چاندی اور دینار کے سکے سونے یاچاندی سے بنائے جاتے تھے۔[46]

ایک پیشہ اور کسب ہونے کی وجہ سے معاشرے میں اسے بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھاجاتا تھا اور پشتون معاشرے میں اس پیشہ سے وابستہ افراد کے بارے میں مشہور کیاگیاتھاکہ:"پرائے توپرائے ہیں یہ سنار لوگ تواپنی ماں سے بھی سونا چوری کرتے ہیں"۔

اردونام: قصاب یاقصائی

انگریزی نام: Butcher

عربی نام: الجزار

پشتونام: قصاب

اس پیشے کا نام عربی لفظ قصب[47]" جس کے معنی کاٹنے کے ہیں" سے نکلاہے اس لفظ سے قصاب بنا عربی میں فعل سے فاعل بنانے کے طریقوں میں ایک طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے دوسرے حرف پر تشدید لگاکر الف کا اضافہ کرنے کے بعد آخری حرف لکھ دیاجاتاہے یعنی قصاب خالصتاً عربی پیشہ ہے۔- تاریخ کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان حملہ آوروں کی آمد سے پہلے برصغیر کے لوگ گوشت کی ضرورت بکری، دنبہ اور اونٹ ذبح کرکے پوری کر لیا کرتے تھے- لیکن یہاں یہ باقاعدہ کوئی پیشہ نہیں تھا۔ محمد بن قاسم کے ساتھ ہندوستان میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کی آمد سے قصائی کے کام نے باقاعدہ طور پر پیشے کی صورت اختیار کرلی[48]-قصائی کا

پیشہ واحد پیشہ ہے جو صرف مسلمان کیا کرتے تھے ہندو مذہب میں گوشت کھانے کی ممانعت اور گائے کی پوجا کے سبب سے ہندو یہ پیشہ اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ ہندو اس پیشے کو بہت برا سمجھتے تھے۔ یہ پیشہ ور لوگ پشتون معاشرے میں بھی کافی تعداد میں موجودہ ہیں اور دیگر پیشہ ور لوگوں کی طرح انھیں بھی پشتون معاشرے میں حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے ساتھ اسے ایک پیشہ کی بجائے نسب قرار دیا گیا ہے۔ ان کسب گروں کے بارے میں بھی طرح طرح کی باتیں منسوب کی گئی ہیں جن سے پشتون معاشرے میں ان کی حیثیت کا اندازہ بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً: ان کے بارے میں مشہور ہے کہ: "قصائی لوگ اپنے باپ کو بھی صاف اور بغیر ہڈیوں والا گوشت نہیں دیتے" مطلب یہ کے ان کے نزدیک اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہیں ہوتی اور یہ کسی کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ اس پیشہ کو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نے اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ، فَقَالَ لِغُلاَمٍ لَهُ قَصَّابٍ: اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَإِنِّي قَدْ عَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الجُوعَ، فَدَعَاهُمْ،فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ هَذَا قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَأْذَنْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ». فَقَالَ: لاَ، بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ[49] "ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابو شعیب رضی اللہ عنہ تھی، تشریف لائے اور اپنے غلام سے جو قصاب تھا فرمایا کہ میرے لیے اتنا کھانا تیار کر جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو۔ میں نے نبی ﷺ کی اور آپ کے ساتھ اور چار آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا ہے، کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار نمایاں دیکھے ہیں۔ چناں چہ انھوں نے نبی ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور صاحب بھی آگئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ ایک اور صاحب زائد آگئے ہیں۔ مگر آپ چاہیں تو انھیں بھی اجازت دے سکتے ہیں، اور اگر چاہیں تو واپس کر سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ "نہیں، بلکہ میں انھیں بھی اجازت دیتا ہوں"

اردو نام: کمہار (مٹی کے برتن بنانے والا)

انگریزی نام: Sculptor/ Carver/ Potter

عربی نام: الخزاف/ صائغ الفخار

پشتو نام: کلال

مٹی سے مختلف قسم کے برتن مثلاً: مٹکے، کٹوے، طشتریاں وغیرہ بنانے کا پیشہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ دور حاضر میں اس پیشہ سے وابستہ لوگ تقریباہر سماج میں موجود ہیں اور وہ مٹی سے مختلف قسم کے برتن بنا کر حلال روزی کماتے ہیں اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ پیشہ ور لوگ پشتون معاشرے میں "کلال" کے نام سے یاد کیے جاتے ہے۔ ان کسب گروں کو بھی پشتون معاشرے میں کمتر تصور کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس پیشہ سے وابستہ لوگوں میں بڑے بڑے فقہاء، علماء اور صلحاء گزرے ہیں۔ مثلاً: امام قدوریؒ جو ایک بڑا فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہانڈیاں اور کٹوے بنا کر اسے فروخت کرتے تھے جس کی وجہ سے امام قدوری کے نام سے مشہور ہوئے۔

لیکن فی زمانا معاشرے میں اس پیشے کو بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور اگر کسی کو عار دلانا مقصود ہو تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: "دے خو خالص دہ کلالانو تخم دے" یعنی یہ تو بالکل کلالوں (کمہاروں) کی نسل سے ہے" گویا یہ ایک پیشہ نہیں بلکہ نسب ہے۔ مٹی سے برتن بنانے کا رواج تو زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے لیکن مسلمان حکمرانوں نے اس کی طرف خاص توجہ دے کر اسے ترقی دی اور سرکاری

سرپرستی میں اس فن کو عروج بخشا۔ ناصر بن خسرو جس نے خلیفہ المستنصر باللہ کے عہد میں مصر اور قاہرہ کا سفر کیا وہ اپنی کتاب "سفر نامہ" میں لکھتے ہیں کہ: "مصر کے لوگ ایک خاص قسم کے صاف اور شفاف برتن بناتے ہیں۔ مٹی کے ان برتنوں کو ایسے خاص انداز سے بنایا جاتا ہے کہ اگر آپ اس کے نیچے ہاتھ رکھیں تو وہ نظر آجائے۔ (مٹی کے) کچھ برتن ایسے بھی ہوتے ہیں جنھیں مختلف رنگوں سے سجایا جاتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو روشنی کے ساتھ اپنا رنگ بدلتے رہتے ہیں۔"[50]

اردو نام: **گوالا / دودھ فروش / دودھ والا**

انگریزی نام: **Milkman**

عربی نام: **حلاب**

پشتو نام: **گجر / اجڑ**

روز مرہ کی انسانی ضروریات میں سے ایک ضرورت دودھ اور دودھ کی بنی اشیاء کا بھی ہے۔ زمانۂ قدیم میں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لوگ یا تو خود اپنے گھروں میں مال مویشی پالتے تھے یا گوالہ وغیرہ گھر گھر جا کر لوگوں کو دودھ بیچتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ روایت ختم ہوتی جارہی ہے اور لوگوں نے ڈبوں میں بند مختلف کمپنیوں کا مصنوعی یا کیمیکل زدہ دودھ کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ لوگوں کو دودھ فراہم کرنے والے گوالوں کو پشتون معاشرہ میں "گوجر" یا "اجڑ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور معاشرتی اعتبار سے انھیں بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کے ان کے بارے میں تحقیر آمیز انداز میں کہا جاتا ہے کہ: "اجڑ گوجر پہ لارے زی بین ترے دہ مردارے زی یوگٹ ورلہ راپریگدہ چہ لگے وگے ترے دارے زی" جس کا مفہوم ہے کہ یہ گجر یا اجڑ لوگ جس بھی راستے سے گزرتے ہیں وہاں سے مردار کی بو آتی رہتی ہے اس لیے انھیں پتھر مار مار کر لہالہان کرنا چاہیے۔

پشتونوں کا اس پیشہ سے وابستہ افراد کے ساتھ معاشرتی رویہ کے برعکس اسلام میں یہ کسب اور پیشہ معیوب نہیں بلکہ آپ ﷺ کے دور میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نے دودھ یا دودھ سے بنی ہوئی اشیا بیچنا اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا چناں چہ صحابۂ کرامؓ میں سے اس پیشہ سے وابستہ مہاجرِ صحابی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مثال موجود ہے کہ جب آپ کے دینی بھائی سیدنا سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنا نصف مال، دو مکانوں میں سے ایک مکان، اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک بیوی کو طلاق دے کر ان کے نکاح میں دینے کی پیشکش کی۔ لیکن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس عظیم ایثار کا جواب بڑی خودداری سے دیا چناں چہ روایت ہے: فَقَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ[51] "عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمھارے اہل و مال میں برکت دے مجھے بازار کا راستہ بتادو" چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے انھیں بنو قینقاع کے بازار کا راستہ دکھایا۔ دوسرے روز صبح کی وقت وہ پنیر اور گھی لے کر بازار گئے اور فروخت کرتے رہیں یہاں تک کہ وہ دولت مند ہوگئے اور وفات کے وقت بہت مال چھوڑا[52]۔

اردو نام: **موچی**

انگریزی نام: **Cobbler**

عربی نام: **الحذاء/ اسکافِیّ**

پشتو نام: **چمیار/ موچی**

چمڑے سے مختلف النوع اشیاء بنانے والوں میں سے ایک ہی کسب جو تا سازی (چمڑے پر سلائی کرنا یعنی چمڑے سے بنی ہوئی اشیاء کی مرمت کرنا) بھی ہے۔ اس کسب اور پیشہ کو بھی معاشرے کے بعض لوگوں نے اپنا ذریعہ معاش بنایا ہے اور اس کی مدد سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عام طور پر یہ پیشہ ور ایک درخت یا کسی سایہ دار جگہ پر ایک چھوٹا سا صندوق رکھ کر یا کسی دکان میں اپنے کام میں مصروف جوتوں یا دوسرے چمڑے سے بنے ہوئی اشیاء کی مرمت کرنے میں مگن نظر آتے ہیں۔ اس پیشہ کو اختیار کرنے والوں کو پشتون معاشرے میں لوگ موچی "چمیار" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کو کمتر سمجھ کر حقارت سے دیکھتے ہیں۔

کسب چمیاری (موچی) انسانی تہذیب وتمدن میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ پرانے زمانے میں اس کام سے متعلق آوزار کو زیادہ تر لوگوں نے سفر کے سامان میں رکھ کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے تاکہ راستے میں اگر دوران سفر اس کی ضروت پیش آئے تو فوراً ان آلات سے جوتوں کی مرمت کی جاسکے۔ تقریباً ہر دوسرے گھر میں موچی کے آوزار موجود ہوتے تھے۔ اسلامی تاریخ کا اگر بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشہ عرب میں بھی موجود تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی اپنے دستِ مبارک سے اپنے جوتوں کی مرمت فرمائی۔ جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ [53] "رسول اللہ ﷺ خود اپنے جوتے مرمت فرماتے تھے"۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ پشتون معاشرہ میں موچی اور چمیار کو بھی حقارت سے دیکھا جاتا ہے اور ان کے بارے میں بھی طرح طرح کی باتیں مشہور کی گئی ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ: "دم دہ مچئ نہ لری لاس وروڑی سوڑے دہ خامار تہ او گورہ چمیار تہ "یعنی موچی کو تو ذرا دیکھو کہ اس کے پاس بھڑ کے کاٹنے کا دم بھی نہیں لیکن ہاتھ سانپ کے بل میں ڈال رہا ہے۔ بخل جو کہ ایک بری عادت ہے اسے بھی موچی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ: "موچی کے اپنے جوتے ہمیشہ پھٹے ہوئے ہوتے ہیں" وغیرہ وغیرہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کا مال ودولت اور روزی کے ذرائع کی تقسیم کا ایسا نظام اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کہ جس کے ذریعے دنیا میں رہتے ہوئے ہر شخص کو اپنی ضروریات پورے کرنے کے لیے دوسرے کا محتاج بنادیا گیا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے کام آسکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کو رزق حلال حاصل کرنے کے لیے کسی خاص ذریعہ معاش کا پابند نہیں بنایا بلکہ اسے یہ اختیار دیا ہے کہ جو بھی پیشہ اختیار کیا جائے وہ اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ لہذا اگر ہمارے معاشرے میں لوگوں کا جو رویہ کسب اور پیشوں کے ساتھ رہا ہے وہ اسلامی تعلیمات کی یکسر منافی ہے اور اس سے بچنے کی اشد ضرورت ہے اور ایسے لوگ جو مختلف کسوب یا پیشوں سے وابستہ ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے اور انھیں قدر کی نگاہ دیکھا جانا چاہیے۔

نتیجہ بحث

شریعت اسلامی نے زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کی فطری اور بالخصوص معاشی اور معاشرتی ضروریات میں مکمل رہنمائی فرمائی ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ انسان کو ہر اس وسیلہ اور ذریعہ سے اپنے لئے کسب ومعاش تلاش کرنے کی اجازت ہے جو اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کمانے اور اپنے لیے کوئی مناسب ذریعۂ معاش اختیار کرنے کا حکم دیا تھا اور انھوں نے دنیوی معاش کے لیے مختلف کسوب اور پیشے اختیار کئے اور ان کسوب وپیشوں پر کسی قسم کی خفت اور عار محسوس نہیں کیا۔ بعد میں ان ہی کے پیروی کرتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، علمائے کرام اور صلحائے امت نے بھی کوئی نہ کوئی پیشہ یا روزگار اختیار کیا اور امت کو یہ تعلیم دی کہ: "کسب کمال کن کہ عزیزے جہاں شوی" اس لیے جن معاشروں میں ان کسوب اور پیشوں کو کمتر اور باعث عار سمجھا جاتا ہے وہ اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی ہے اور ایسے معاشرے زندگی کے دوڑ میں دوسری اقوام اور معاشروں سے پیچھے رہ جاتی ہیں اور وہ ہمیشہ زندگی کے

بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مختلف کسوب اور پیشوں اور ان سے وابستہ افراد کی قدر کرنی چاہیے کیوں کہ یہ ایک دینی فریضہ بھی ہے اور سے دنیوی اور اخروی فلاح اور کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات

[1] سورۃ الحجرات:13

Sūrah al Hujrāt, 13

[2] امام حنبل، ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1421ھ - 2001ء، باب حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ، رقم الحدیث:23489

Imām Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah Ahmad bin Hanbal, almusnad, (Beirut: Moassisa al Risāla, 1421), Hadith # 23489

[3] سورۃ طٰہٰ:118، 119

Sūrah Tāhā. 118, 119

[4] کاندہلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، مکتبۃ المعارف - کراچی، 1422ھ - 2002ء، سورۃ طٰہٰ:119، 118 ج:5، ص166

Kāndehlavī, Muhammad Idrīs, *Maārif al Qurn,* (Karāchi: Maktaba al Maārif, 1422) 5: 166

[5] الہندی، متقی علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسسۃ الرسالہ - بیروت، 1411ھ - 1989ء، ج4، ص6، فصل فی فضائل الکسب الحلال، رقم الحدیث 9204

Al hindī, Muttaqī Alī bin Hasām al Dīn, kanz al Ummāl fi al Sunan wal Aqwāl, (Beirut: Moassisa al Risāla, 1411), Hadith # 9204

[6] بلیاوی، ابو الفضل، عبد الحفیظ، مولانا، مصباح اللغات، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1369ھ - 1950ء، ص691، مادہ: ک، س، ب

Balyāvī, Abu al Fazal, Abdul Hafīz, Misbāh al Lughghāt, (Lahore: Maktaba Qudūsīa 1369) P: 691

[7] سورۃ البقرۃ:141

Sūrah al Baqarah, 141

[8] لویس معلوف، المنجد، مترجم: بلیاوی، ابو الفضل، عبد الحفیظ، مولانا، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1417ھ - 1996ء، ص751،، مادہ: ک، س، ب

Lowais Malūf, *Al Munjid fī Al Lūgha,* (Lahore: Maktaba Rahmānia, 1417), P:751

[9] ابو الفیض محمد بن محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الھدایۃ، 1405ھ - 1984ء، ج4، ص147

Abu Al Faiz Muhammad bin Muhammad bin Abdul Razāq, Tāj Al Urūs (Kuwait: Dār al Hidāya 1405), 4: 147

[10] سورۃ العنکبوت:60

Sūrah alAnkabūt, 60

[11] سعدی، ابو عبداللہ عبد الرحمان بن ناصر، تفسیری السعدی، دار السلام - لاہور، 1375ھ - 1956ء، ص2054

Saadi, Abū Abdullah Abdur Rahmān bi nāsir, *Tafsīr Al Saadi,* (Lahore, Dār al Salām, 1375) P. 2054

[12] سورۃ ھود:6

Sūrah Hūd, 6

[13] سورۃ ق:11، 9

Sūrah Qāf, 9, 11

[14] سورۃ الرحمٰن:11، 12

Sūrah al Rahmān, 11, 12

[15] سورۃ المزمل:20

Sūrah al Mūzzamil, 20

[16] سورۃ الجمعہ:10

Sūrah al Jumaa, 10

[17] سورۃ الزخرف:32

Sūrah al Zūkhruf, 32

[18] زین الدین، علی بن زین العابدین، فیض القدیر، المکتبۃ التجاریۃ الکبری- مصر، 1356-1935، ج4، ص270، رقم:8059

Ain al Dīn, Alī bin Zain al Aābidīn, *Faiz al Qadīr*, (Egypt: Al Maktaba al Tijārīya al Kobra, 1356) Hadith # 8059

[19] امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، مصر، 1422ھ - 2002ء، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم:2072

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī,* (Egypt: Dār tawq al Nijāt, 1422), Ḥadīth # 2072

[20] ایضاً، رقم:2074 *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī,* Hadīth # 2074

[21] الفاسی، محمد بن سلیمان، جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد، مکتبۃ ابن کثیر- کویت، 1418ھ- 1998ء، الکسب والمعاش ومایتعلق بالتجارۃ، رقم:4593

Al Fāsī, Muhammad bin Sulaimān, *Jamul Fawāid min Jāmi al Usūl wa Majma Al Zawāid*, (Kowait: Maktaba ibn kathīr, 1418), Hadith # 4593

[22] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیہ، 1361ھ-1942ء، باب مالرجل من مال ولدہ، رقم:2290

Ibn Māaja, Abu Abdullāh Muhammad bin Yazīd, *Al sunan*, (Damascus, Dār Ihyā al Kutub al Arabia, 1361) Hadith # 2290

[23] الفاسی، محمد بن سلیمان، جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد، الکسب والمعاش ومایتعلق بالتجارۃ، رقم:4567

Al Fāsī, *Jamul Fawāid min Jāmi al Usūl wa Majma Al Zawāid*, Hadith # 4567

[24] ایضاً، ج2، ص194، رقم:4568 Ibid, Hadith # 4568

[25] ابن ابی الدنیا، ابو بکر، محمد بن عبداللہ بن عبید، موسوعۃ ابن ابی الدنیا، اصلاح المال، محقق: محمد عبدالقادر، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت، 1414ھ-1993، ج7، ص473

Ibn Abi Al Dunia, Abū Bakar Muhammad bin Abdullāh bin Ubaid, *Mausūa Ibn Abi al Dunia, Islāh al Māl*, (Beirut: Mūasisa al Risāla, 1414), 7: 473

[26] ایضاً، ج7، ص475 Ibid, 7:475

[27] ابن ابی الشیبہ، ابو بکر، محمد بن عبداللہ بن محمد، المصنف، محقق: مولانا محمد اویس سرور، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1434ھ-2014ء، ج5، ص258، رقم:2

Ibn abi al Shaiba, abu bakar, Muhammad bin Abdullāh bin Muhammad, *Al Musannaf*, (Lahore: Maktaba Rahmānia, 1432), Hadith # 2

[28] النووی، محی الدین یحییٰ بن شرف، التبیان فی آداب حملۃ القرآن، دار ابن حزم للنشر والتوزیع، بیروت، 1414ھ- 1414ھ- 1994ء، س ن، ص54

Al Nawavī, Mūhī Ud Dīn bi Sharaf, *Al tibiān fi Ādāb Hamalat al Qurān*, (Beirut: Dār ibn Hazam Linnashr wa al Tawzī, 1414), P: 54

[29] الغزالی، محمد بن محمد، الشافعی، احیاء العلوم، دار الکتاب-دیوبند، 1414ھ-1993ء، ج2، ص80

Al Ghazālī, Muhammad bin Marwan, *Ihia Ulūm al Dīn*, (Deoband, Dār ul kitāb, 1414) 2: 80

[30] الدینوری، احمد بن مروان، المجالسۃ وجواہر العلم، دار ابن حزم، بیروت، 1419ھ- ج3، ص113، رقم:3028

Al Dīnūrī, Ahmad bin Marwān, *Jawāhir al Ilam*, (Beirut: Dār ibn Hazam, 1419) Hadith # 3028

[31] مصنف ابن ابی شیبہ، ج5، ص393، رقم:1

Mūsannaf ibn abi al Shaiba, Hadith # 01

[32] صحیح بخاری، باب الخبز المرقق والاکل علی الخوان والسفرۃ، رقم الحدیث:5385

Sahih al Bukhārī, Hadith # 5385

[33] صحیح البخاری، باب النجار، رقم الحدیث:2095

Sahih al Bukhārī, Hadith # 2095

[34] الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الاوسط، دار الحرمین-القاھرۃ، 1351ھ-1932ء، ج-6، ص-349، رقم:-6594

Al Tabrānī, Sulaimān bin Ahmad bi Ayyūb, *Al Mujam al Awsath*, (Cairo: Dār al Harmain, 1351) Hadith # 6594

[35] الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، کشف المشکل من حدیث الصحیحین، المحقق: علي حسین، دار الوطن-الریاض، س ن، ج3، ص578

Al Jawzī, Abdur Rahmān bin Ali, *Kashf al Mushkil Min Hadith al Sahīhain*, (Al Riaz: Dār al Watan,), 3: 578

[36] گیلانی، مناظر احسن، مولانا، تدوین حدیث، ناشر المیزان-لاہور، 1426ھ-2005ء، ص32

Gīlānī, Manāzir Ahsan, *Tadwīn e Hadith* (Lahore: Nāshir Al Mīzan,1426) P: 32

[37] العامری،لبید بن ربیعہ،دیوان لبید،دار المعرفۃ،بیروت،1425ھ- 2004ء،ص72

Al Āmrī, Labīd bin Rabia, *Dīwan e Labīd*, (Beirut: Dār al Marifa, 1425), P: 72

[38] امرؤالقیس، قیس بن حجر بن الحارث الکندی، دیوان امراء القیس،دار المعرفۃ-بیروت،1425ھ-2004ء،ص27

Imra ul Qais, Qias ibn Hajr al Kandī, *Diwan Imra ul Qais*, (Beirut: Dār al Marifa, 1425),P: 27

[39] سورۃطٰہٰ:18 Sūrah Tāhā, 18

[40] ابن حجر،ابوالفضل احمد بن علی بن محمد،الاصابہ فی تمییز الصحابہ،دار الکتب العلمیہ،بیروت،1415ھ-1994،ج3،ص54

Ibn Hajar, Abu al Fazal Ahmad bin Ali bin Muhammad, *Al Isāba fī Tamyīz al Sahāba*, (Beirut: Dār al Kutub al Ilmīa, 1415) 3:54

[41] سورۃالانعام:142 Sūrah al Anām, 142

[42] سکالر کا مولوی خداداد (عرف بابا استاد حاجی بابا سکول مینگورہ سوات) سے مواجہہ،مقام گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول نمبر2 مینگورہ سوات،مورخہ 7جون 2022۔وقت:10:30 بجے دن۔

Interview with Molvi Khuda Dad, at GHSS No.2 Mingora Swat on June 7, 2022, at 10:30 AM

[43] النووی،ابوزکریا،محی الدین بن شرف،المنہاج شرح صحیح مسلم،دار احیاء التراث العربی،بیروت،1392ھ- 1973ء،ج17،ص223

Al Nawavī, Abu Zakariya, Mūhī Ud Dīn bi Sharaf, *Al Minhāj Sarh Sahī Muslim*, (Beirut: Dār Ahyā al Turāth al Arabi, 1392)17: 223

[44] ابن القیم، شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب،زاد المعاد فی ھدی خیر العباد،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،1415ھ- 1994ء،ج1،ص128

Ibn al Qayyam, Shamsud Dīn Muhammad bin abī Bakar bi Ayyūb, *Zād al Maād fī Hadi Khair al Ibād,* (Beirut: Muasisat al Risāla, 1415), 1: 128

[45] ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، مکتبۃ العصریۃ-بیروت،1427ھ-2006ء،باب فی الحمرۃ، رقم:4071

Abi Dāwūd, Sulaiman ibn al Ashath, *al Sunan*, (Beirut: Maktaba al Asria, 1427) Hadith # 4071

[46] صدیقی، محمد یٰسین مظہر، خطبات سرگودھا،یونیورسٹی آف سرگودھا،1437ھ-2016ء،ص168

Siddīqī, Muhammad Yasīn Mazhar, *Khutbāt e Sargodhā*, (Sargodha: University of Sargodha, 1437) P: 168

[47] لویس معلوف، المنجد، مترجم:ابوالفضل عبد الحفیظ، مولانا، مکتبہ قدوسیہ،لاہور،1430ھ-2009ء،مادہ ق،ص،ب

Lowais Malūf, *Al Munjid fī Al Lūgha*, (Lahore: Maktaba Quddūsia, 1430), Māda: قصب

[48] ۔http://pagealquresh.blogspot.com/2014/

[49] صحیح بخاری،باب ما قیل فی الحام والجزار، رقم:2081 Sahīh al Būkharī, Hadith # 2081

[50] علوی،ناصر خسرو،سفر نامہ، عربی ترجمہ:یحیٰ الخشاب،الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب،1943ء،ص106

Alvī, Nāsir Khisru, *Safar Nāma*, (Egypt: Al Haiat al Misrīa Al Aāma lilkitab, 1973) P: 106

[51] صحیح بخاری،باب کیف آخی النبی ﷺ بین اصحابہ، رقم:3937 Sahīh al Būkharī, Hadith # 3937

[52] القرضاوی، یوسف،ڈاکٹر،اسلام میں حلال وحرام،دار البلاغ-لاہور،1436ھ-2013ء،ص212

Al Qarzāvī, Yoūsaf, *Islām Main Halāl wa Harām*, (Lahore: Dar al Balāgh, 1436) P: 212

[53] ابن حبان، محمد بن حبان،الاحسان فی تقریب ابن حبان، تحقیق، مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،1408ھ- 1988ء،ذکر مایجب علی المرء من مجانبۃ الترفع، رقم:5676

Ibn Habbān, Muhammad Bin Habbān, *Al Ihsān fī Taqrīb ibn Habbān* (Beirut: Muasisat al Risāla, 1408), Hadith # 5676